

حضرت عیگین شاہ جہاں آبادی

رجب پیر و میر محمد مسعود احمد رضا ایم۔ اے۔ حیدر آباد سندھ

(۲)

وفات دہلی سے گوالیار آنے کے بعد حضرت عیگین دوبارہ تشریف نہیں لے گئے اور میت دارشاہ کا سلسلہ میں جاری رہا۔ بالآخر میں ۳ صفر المظفر ۱۲۶۸ھ کو ایک سو ایک سال کی عمر طویل پا کر اس جہان فانی سے رحلت فرمائی۔ ع

گلے برکت نہ آید بعد بہار دگر!

حضرت عیگین علی الرحمن کے خلیفہ اعظم نے یہ قطعہ تاریخ وفات کہا ہے:-

فرزند حضرت مصطفیٰ اول بند حضرت مرتضیٰ	سید علی شیخ زماں، آن مستدائے سالکان
اولاد پیر دستگیر، آن مرشد اہل یقیں	آن عاشق صادق، بود آں پیشوائے عاشقان
چوں از صفات ظاہری در ذات مطلق محو شد	یعنی نہاں شد زیر جہاں آن چشمہ فیض عیاں
بس خواہم از فرق جاں، تاریخ سال رحلتش	آگاہ آمد در دلم، خلوت گزین لامکان
۱۲۶۵	۳
۱۲۶۸	

رومانی غفلت | حضرت عیگین دمنوی ۱۳۶۸ھ کو اپنے وقت کے اعظم اولیاد میں شمار تھا۔ آپ کے روحانی جذبے کشش کا اندازہ تو اس سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ پہلی مرتبہ گوالیار تشریف لائے تو فرما ابراہیم بیگ چغتائی۔ سیرت العاکمین۔ ۱۵۰ سید ہدایت النبی: ملفوظات فارسی کتب خانہ فقیر منزل گوالیار۔

جون ۱۹۲۲ء

۳۶۲

تو راجہ دولت رائے سندھیہ (متوفی ۱۳۴۲ھ) ایک ہی نظر میں آپ کا شیدائہ ہو گیا اور پھر آپ کو گواہ سے جانے نہیں دیا۔

مرزا اسد اللہ خاں غالب (متوفی ۱۸۶۹ء) کے خطوط سے آپ کی روحانی عظمت اور باطنی بزرگوں کا علم ہوتا ہے۔ غالب کی تحریر اس لئے اور اہمیت رکھتی ہے کہ وہ ضعیف الاعتقاد نہ تھے۔ اچھے اچھے ان کی نظر میں نہیں جچتے تھے۔ ۲۵ رزدی الحور ۱۳۵۵ھ کے مکتوب میں حضرت غلگیں کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں:

یزداں را پاس گذارم ز بدیں ذوق خود را و باز مکر مرا بہ گوشہ خاطر کسے بانے داؤ
است کہ تا کام ز زبان بہ افتاد آب نہ شویم ناش نواز نم برد۔ فروغ کوکب۔ سعادت مہا
بانہ افادت، نفع فیوس نامتناہی، واسطہ حصول رحمت الہی، روشنی پذیر نہ نور الانوار
دراہ یافتہ مقام جمع الجمع بہ رہنمائی ابدی و براہ یابی ازلی، مرشدی مولائی و مخدومی
میر سید علی شاہ ۱۵۔

اور ۴۴ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ کے مکتوب میں لکھتے ہیں:-

جان پہ پائے قبلہ راستاں افتادن، بدل گذار ہم اگر گستاخی نہ بود کہ بہ رواں را اگر دوسر
گر دیدن آرزو کنیم، اگر ادب دستوری نہ در رسیدن ما ہائے دلاویز، شنیدن نکتہ ہائے
مہر انجیز کہ مرا بہ جھنگی بخت من امید واری می دہد بر من نخستہ تہ بادا چوں در ان چشم
و دلم جادادہ اند، اگر از ادج گرا کی سرم بہ سپہر سایہ بجا ست، و اگر از خود غامی جز خودم
در نظر نیاید رواست ۱۶۔

مرزا غالب نے حضرت غلگیں کے نام جتنے بھی مکاتیب لکھے ہیں سب میں اسی ادب و احترام کو ملحوظ رکھا ہے اس کے علاوہ حضرت کے خلیفہ سید ہدایت الہی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا
سلہ سید ہدایت الہی، مجموعہ مکاتیب شاہ غلگیں و غالب، کتب خانہ نقیر منزل، گوالیار ۱۶ کلیات مرزا غالب، مطبوعہ
بطن نشی نو لکھنؤ، لکھنؤ ۱۳۹۲ھ، ص۔ ۱۸۳۔

کیا مقام تھا۔ وہ اپنے ملفوظات میں تحریر کرتے ہیں :-

(ترجمہ) اس زمانہ میں حضرت سید علی عرف حضرت جی کے فضل کوئی جامع شریعت و طریقت اور معرفت و حقیقت نہیں پایا۔ آپ صاحب نسبت نقشبندی، چشتی، قادری، متدسی عارفِ ہلکے، مودود و متقی، شیخ وقت اور اپنے عہد کے خاتم ہیں۔ حضرت کاشانی آنکھوں نے دیکھا، کلاں نے سنا، میں نے حضرت جی صاحب میں نسبت ذاتی جذبی متدسی اس طرح پائی جیسے مروجہ دریا۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

(ترجمہ) میں قیوں قال سے تنگ آ گیا تھا اور اہل باطن کی صحبت نصیب نہ تھی۔ یہ میری خوش نصیبی تھی کہ اس صحبت اکیراثر، کرامت منظر جو سر اسرار آفتاب خالص اور انوار الہی کا منظر ہے یعنی حضرت جی صاحب دامت برکاتہ کی باریابی سے مستفیض ہوا اور خدا جانتا ہے کہ تھوڑے عرصہ میں وہ کمالات جو کئی زمانہ عجیب و غریب، کم یاب اور اکیرا عظم ہیں، حضرت کی ذات پر انوار میں دیکھے تھے۔

حضرت سیدہ ایتہ الہی کے ملفوظات میں، حضرت شاہِ عظیم کی شان میں یہ منفعت بھی ملتی ہے :-

آفتابِ مشرق و نور خدا سید علی	ماہتابِ آسمانِ کبریا سید علی
گوہرِ ذریعہ طریقت، مرشدِ مالی مقام	با خدا، بحرِ عطا، کانِ سخا سید علی
عارفِ درجہ حقیقت، استِ جامِ معرفت	جامِ علمِ حقائق، با خدا سید علی
باغبانِ گلشنِ توحید، کانِ معرفت	ہم خفی و ہم علی، بحرِ فنا سید علی
واقفِ سیرتِ اکمل، بشیرِ اعلیٰ عارفان	سالکانِ راجا لہاں راجی، ہا سید علی
خیرِ روضہ فیضِ الہی، آلِ پاکِ معصوم	عارفِ بالہ، سرِ دارِ ہدی سید علی

سیدہ ایتہ الہی : ملفوظات فارسی، علمی۔ کتب خانہ فقیر منزل گڑا لہار۔ بحوالہ سیرت الصالحین
مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔ ص ۷۸۰

جون ۱۹۷۲ء

۳۶۴

مخدراتِ حقِ ایمان ساز نہاں را در پیراں
انچه غنی بود او شد بر ملا سیدِ عیسیٰ
صورتِ پرستی، یعنی ہمہ صورتِ نما
در ہمہ صورتِ عجب غنی ناسیدِ عیسیٰ

صاحبِ حب و لبِ حسنی حسینی قادری

دہر را ہدایت، با خدا سیدِ عیسیٰ

حضرتِ عظیمؒ کو دہلی ہی میں اپنے عم محترم سید رح علی گریزی علیہ الرحمۃ سے خردِ خلافت مل گیا تھا اس نے وہی بیت و ارشاد کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ چند مہینوں کے نام مرزا غالب کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک خط میں میر حیدر علی اور میر امانت علی صاحب کا اس طرح ذکر آتا ہے:-

- حضرت رہنا سلامت! - - - زیادہ عداوت، سید صاحبان الطاف نشان،

میر حیدر علی صاحب، میر امانت علی صاحب را از اسد اللہ در سیاہ معروض آں کہ ما ہم در

روزمرہ شاد آئیم و بانہا خواہ ناشی گزیدہ ایم و خط غلامی بہ آملے شاد آیدہ ایم امید کہ

بر شاہراں نگر در و دشمنوں مادر سلک شہادت ننگ و عار نہا باشد مگر بہ حضور پرور شد

آداب نیاز بجا آورد۔۔۔۔۔

یہ حضرات فیض حاصل کرنے کے لئے گویا رہی جایا کرتے تھے۔ مثلاً اس خط سے میر حیدر علی صاحب

کے گویا رہ جانے کا علم ہوتا ہے۔ حضرت عظیمؒ کے نام مکتوب میں میر صاحب کو اس طرح مخاطب کرتے ہیں:-

شفیق میر حیدر علی صاحب پس از سلام مطالع فرماید کہ میر علی صاحب دریں روز ہوا

آمدہ بودند بعد عمرہ ایشان را دیدم، امروز خود شاہ بہ اکبر آباد درواں شدہ زندہ می گویند کہ ما

روزہ در آگرہ بسر بردہ ہوا یا رہی روم، اطلاعا نوشتہ شد۔۔۔

خود مرزا اسد اللہ خاں غالب نے ایک خط میں خود کو حضرت عظیمؒ کا مرید لکھا ہے۔ چنانچہ

۸ مرحوم اطہار کے مکتوب میں لکھے ہیں:-

لے سیدہ ایت انبی: لمخولات فارسی، قلمی کتب: فیروز نزل، گویا رہ جو الہیہ العالمین مولفہ مرزا ابراہیم بیگ چغتائی۔

شہ سیدہ ایت انبی: عبودہ مکاتیب شاہ عظیمؒ، غالب، قلمی، ۱۳۵۷ھ، ۵۳ ایضاً۔

۴۴

قبلہ و کعبہ حضرت پیر و مرشد برحق مظلومہ العالی - - - میر صاحب مشفق یقیناً امانت علی صاحب کہ اندہ پرورش یا ننگان حضور پیر و مرشد اند اکثر شب مرا می تو از بند و چوں غلو تے دست ہم می دہ سخن ہائے راز گفتہ می شود، دوستہ روز شدہ باشد کہ سخن در اعاطہ سیرگی افتادہ چوں این رویاہ دریں روز بہ نظارہ بے رنگی قبلہ است اندرین باب مبالغہ کردم و گفتہ کہ بالاتر ازین بایہ نسبت، میر امانت علی فرمودند کہ ترک این پایہ نیز پایہ دارو... اندیشہ این مہینہ "بہ سیرگی افزوں تر شود"۔

مرا غالب ہمیشہ "خوردانہ" نہیں بلکہ "میریدانہ" عقیدت و ارادت سے پیش آتے تھے اور نہایت ہی عاجزی و انحراری سے خط لکھتے تھے۔ ایک خط میں لکھتے ہیں :-

--- حضرت در رخِ ارسالِ رباعیات سرزنشے بہ سرا فرمودند، ہر آئینہ جیرانی بہ کار بردم اگر جرم من بخشنی است نوید غفور و تقصیر دہند تا از سرسماں گروم و بہ رحمتِ اہلِ ایمان تازہ کنم، میر صاحب مشفق حیدر علی صاحب سلام خوانند و خاکساری اے مرا بہ جناب پیر و مرشد عرض داشتہ سہی دران فرمایند کہ خطائے من بخشدہ شود" (مرحوم المحرم)
طاہر یار خان صاحب اور حکیم رضی الدین صاحب کا ذکر ۴۲ ربیع الاول ۱۲۵۵ھ کے مکتوب میں اس طرح آتا ہے۔

طاہر یار خان صاحب بہ شمارہ عنایت ہائے آن محیط کرم بخود از خودم ربودہ اند و ارادتِ مرا چنداں کہ بہ شمارہ گنجیدہ بہ افزودہ۔

"مکرمی و مطاعی جناب حکیم رضی الدین حسن خاں صاحب کہ مرا بہ لطف و تقصد می فرمازند و فی غرض دگی شادی من بہ دیدار ایشان ست سلام نیازی رسانند و چوں من از دیدار

سید ہدایت النبی : محبوبہ مکاتیب شاہ عکلیں و غالب، علمی ۱۲۵۵ھ۔ کتب خانہ فقیر منزل ایبار۔ ۱۲۵۵ھ ایضاً

طلبانِ اندلس

جب حضرت غمگین نے گویا میں مستقل سکونت اختیار کر لی تو وہاں بھی بیعت و ارشاد سلسلہ حویہ
چکا۔ چنانچہ شاہ سید عطا حسین صاحب تحریر کرتے ہیں:-

بیار صاحب اتنا ثیر و صاحب کشف و کرامات بودند از مریدان ایشان در شہر گویا
بیار سہند

آپ کے مریدین میں سید بدایت النبی، سید وحید الدین، مفتی ریاست گویا سید دارم علی شاہ اور
حبیب اللہ شاہ قابل ذکر ہیں۔ مؤخر الذکر نے آپ کے سلسلہ کو رام پور اور نواح رزہیل کھڈ میں پھیلا دیا۔
حضرت غمگین کی ولایت کا شہرہ دور و نزدیک تھا۔ چنانچہ شاہ دہلی محمد اکبر کے پوتے شائزادہ مرزا
فیروز شاہ دہلی سے بیعت کے لئے گویا حاضر ہوئے۔ حضرت غمگین نے ان کی بیعت کا حال خود تحریر
کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

شائزادہ مرزا فیروز شاہ ابن صاحب عالم مرزا سلیم بیاد ابن عرش اکرام کا: محمد اکبر
بادشاہ غازی۔۔۔۔۔ از بے پور سیرکنان بگوایا آمدہ و ذکر کیا فقیر کہ زیر قلعہ است
استقامت و زیندہ شش ماہ در حلقہ و صحبت نشست نسبت لغت بند یہ ابوالعلائیہ شریفیہ
حاصل نمود و بر دست فقیر، فقیر شد، خزانہ خلافت پوشیدند و اجازت سلسلہ

داد و شد

دوسرا دور | حضرت غمگین کی شاعری کا پہلا دور تو اس وقت شروع ہوا تھا جب کہ وہ دالہ ماجد سید محمد
دستوئی سنہ ۱۱۹۹ھ کی وفات کے بعد عیش و تنعم کی زندگی گزار رہے تھے پھر جب سنہ ۱۲۱۱ھ میں وہ سید فتح علی
گردیزی طبر الہیہ سے بیعت ہوئے تو فکر شعر بہت کم کرنے لگے بلکہ قریب قریب شعر گوئی ترک کر دی تھی
لہذا کلمات شرفا لب، مطہر و مطہر، منشی نو کشور، لکھنؤ سنہ ۱۳۵۲ھ، ص ۱۸۴ میں سید عطا حسین: کیفیت العارضین
نسبت العاشقین، مطہر و مطہر، منشی۔ پٹنہ سنہ ۱۳۵۵ھ ص ۲۱۹ میں مرزا ابراہیم بیگ چٹائی: سیرت العارضین۔
لکھ شاہ غمگین، ہرات الحقیقت، علی کتب خانہ فقیر منزل گویا۔

برہان دہی

چنانچہ ۱۲۱۲ھ میں جب کہ وہ حیدرآباد دکن میں تھے انھوں نے تصوف میں ایک عربی تصنیف جو اہم نغیہ کے نام سے کی۔ اسی سے ان کے ذہنی رجحان کا پتہ چلتا ہے۔

گویا ار تشریف لانے اور شاہ ابوالبرکاتؒ اور خواجہ ابوالحسین صاحب سے متفیض ہونے کے بعد آپ کی شاعری کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پہلے دور میں جو کچھ کہا ہو گا وہ جوانی کی ترنگ اور سادہ خان رنگین کی شاگردی سے ظاہر ہے۔ یہ وہ شاعری تھی جس پر سب شعر اہل رہے تھے۔ مرزا غالب نے بھی اس روش پر آخر میں انیسویں کیا تھا۔ مولوی عبدالغفور تہاح کو لکھتے ہیں :-

”ایک کم ستر برس دنیا میں رہا آب اور کہاں تک رہیں گا۔ ایک سو دو کا دیوان ہزار بار موسیت کا ایک فارسی کا دیوان دس ہزار کی موسیت کا، تین رسالے نثر کے، پانچ نغے مرتب ہو گئے۔ اب اور کیا کہوں گا؟ مدح کا سلسلہ ملا، غزل کی داد نہ پائی، ہرزہ گوئی میں ساری عمر گنوائی۔ بقول طالب آملی

لب از گفستن چنان ستم کہ گزئی دہیں بر چہرہ ز رخسے بود، پر شد

مولانا حالی کو بھی اپنی شاعری کی غلط روش کا آخر میں احساس ہوا۔ لکھتے ہیں :-
خوں کہی تو پاک شہدوں کی بویاں بولیں، قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور بادخوؤں کے منہ پھیر دیئے، ہرشت خاک میں اکیرا غلم کے خواص تباہ کئے، ہر چوب و خشک میں عساکر موسوی کے کرشمے دکھائے۔ ہر فرد وقت کو براہیم خلیل سے جا ملایا، ہر فرخون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بھڑایا، جس کے مد آج بنے اسے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود محمد دج کو اپنی تعریف میں مرزا آیا۔ غرض نامہ اعمال سیاہ کیا کہیں سفیدی باقی نہ چھوڑی۔

جو پر سش گنہم روز محشر خواہد بود

تسکات گناہان خست پاره کنند

علامہ رسول ہجر: خطوط غالب، ص۔ ۳۵۰، ج۔ ۲

مولانا حالی: دیباچہ ممدس ۱۲۹۷ھ

جون ۱۹۷۸ء

۳۶۸

یہ تھی وہ شاعری جس کا نقشہ عالی نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اس پر سب کو ناز تھا
یہ کسی کو معلوم نہ تھا

کہ ہلاکتی اہم ہے یہ طریق نے نوازی

حضرت علیؓ نے اپنے دوسرے دور میں جس قسم کی شاعری کی وہ ”عین حیات“ تھی۔ آپ
اپنے سابق دیوان کو مٹا کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے واردات و کیفیات قلبیہ کا آئینہ دار
اس میں قیصری افادیت نہ تھی بلکہ زمینی تعیش کا سامان تھا۔ کاشفات الاسرار (۱۲۵۵ء) کے دیبا
میں خود تحریر فرماتے ہیں:-

در زمان سابق یک دیوان ریختہ گفتم بودم کہں را دور کردم و الحال کہ عمر بہشت سا گئی رسید
انچه کہ واردات بر من غالب بودند موافق آن ہا دیوان دیگر در محلات و واردات و ذوق
و شوق منشی حقیقی و مجازی خود ترتیب را دم و بعضی غزلیات مخصوصہ دیوان سابق دریں
دیوان لاحقہ مندرج ساختم

حضرت علیؓ کی زندگی میں اس واقعہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو حضرت شاہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ
کے گویا کے زمانہ تعلیم میں پیش آیا کیونکہ یہ آپ کی دورانی کی شاعری دا بہت ہے۔ اس واقعہ کی تفصیل
خود حضرت علیؓ اس طرح تحریر فرماتے ہیں:-

یک روز در بانچہ نشہ بودم کہ جہا را جہ دولت۔ او عالی جاہ بہادر تیار کنیندہ بود حضرت
پیر و مشہد شاہ ابوالبرکاتؒ (سنے فرمودند کمال باریک دار حاضران فرمودند کہ منی امیں
بیان کنید۔ ہر یک انرا را موافق استعداد خود عرض نمودند، فقیر را ہم گفتند کہ تو ہم
چیز سے بگو؟ من ہم موافق استعداد چیز سے عرض نمودم، دیدم کہ ہر چہ ہر مبارکش بناتے
پیدا آمد۔ در ان بنات ارشاد فرمودند کہ ”غفر رب مثل طو ملک گویا خواہی شد بہا

لہ شاہ علیؓ: کاشفات الاسرار (۱۲۵۵ء) قلمی۔ کتب خانہ فقیر منزل۔ گویا لارہ یہ بانچہ حضرت علیؓ
کے دولت کہ میں واقف تھا۔ دولت کہہ کی تیسرا سن ۱۲۴۳ء ہے۔ اند بانچہ کا سن تیسرا سن ۱۲۴۵ء ہے۔ دولت کہہ کا سن
تیسرا سن ۱۲۴۳ء ہے۔

۳۸

پس بعد پچ سال اسرارِ در دل فقیر جو شِ آورند کہ طاقتِ حق نہ ماند ناچار یک دیوان
ہفت صد غزلِ غنیمت، بارے قدرے تسکین حاصل شد، باز اسرارِ در دل پیدا آمدن گرفتند
باز یک دیوان رباعیات قریب یک ہزار ہشت صد رباعی گفتہ شد، و چند روز خاموش رہا
بعد دو سہ سال باز اسرارِ در دل آورند و دو دوستان من نیز گفتند کہ کہے کتاب بطور
نثر باید گفت کہ تا اسرارِ دسائل تصوف واضح شوند وہ آسانی در فہم آیند۔۔۔ پس
ایں کتاب۔۔۔ (مرآت الحقیقت) نوشتہ شد۔ ایں مہم از برکت زبان مبارک آں
جناب است والاں آنم کہ من دائم و آں جناب پیرِ محبت فقیرِ بدندانِ رباعی در شان
آں جناب نوشتہ شد۔ سہا سہی

دی ہے تجھ کو جس نے دین و دنیا سے بھارت
غلین نہیں اور کوئی جزا بوالبرکات
اپنے تھے وقت کے یہ طلب العالم
کیا بیاں کر دں میں تجھ سے اُن کے حالات!

حضرت شاہ ابوالبرکات علیہ الرحمۃ نے جس نشست میں یہ تاریخی پیشین گوئی کی کہ:-
”عقربیش طوطک گویا خواہی شد“

س ۱۳۳۸ھ معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ۱۳۳۲ھ میں حضرت شاہ ابوالبرکات گوالیار تشریف
لے آئے ان کی آمد کے چھ سال بعد یہ واقعہ پیش آیا۔ اس کے علاوہ اس سن کی تحقیق یوں بھی ہو سکتی ہے
محرم اسرار کا سن تالیف ۱۳۵۲ھ۔ اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے حضرت غلین
ریہ فرماتے ہیں:-

پس بعد پچ سال اسرارِ در دل فقیر جو شِ آورند کہ طاقتِ حق نہ ماند ناچار یک دیوان
ہفت صد غزلِ غنیمت

ثنا غلین: مرآت الحقیقت ۱۳۵۲ھ علی یک چاند فقیر منزل۔ گوالیار ۱۳۵۲ھ ایضاً۔

جون سنہ

۳۷۰

سنہ ۱۲۵۲ھ سے جب ۵ سال تفریق کے جا میں گئے تو سنہ ۱۲۵۸ھ تک۔

مندرجہ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ مرشد کامل کا فیضانِ روحانی، حضرت غلغلیہ کے لئے
حرکتِ ثابت ہوا۔ چنانچہ انھوں نے ایک دیوانِ غزلیات محرر (سنہ ۱۲۵۳ھ) اور ایک دیوانِ باجیات
مکاشفات الاسرار (سنہ ۱۲۵۵ھ) تالیف کیا۔ غزلیات میں سے

مثل خورشیدِ بحرِ فکر کی تابانی میں ۔۔۔۔۔

بات میں سادہ و آزادہ، معانی میں دقیقیتی

اور رباعیات میں سے

اس کا اندازِ نظر اپنے زمانے سے جدا

اس کے احوال سے محروم ہیں ہر ان طریق

حضرت غلغلیہ کے دورِ ثانی کی شاعری وہ شاعری ہے کہ

جس کی تاثیر سے آدم ہو غم و خوف سے پاک

اور پیدا ہو یا بازی سے مقامِ محمود۔

مکاشفات الاسرار (سنہ ۱۲۵۵ھ) کی تالیف کے بعد حضرت غلغلیہ نے اس کی شرح مرآتِ حقیقت
سنہ ۱۲۷۵ھ میں تالیف کی۔

ربیات بقول مولانا شبلی مرحومؒ، درد، سوز و گداز، جذبات، معاملاتِ عشق، تجر و نیاز، زبانِ سادہ
بے تکلف، نرم، لطیف، نیاز آہنزی، قریب الفہم خیالات، چھوٹی چھوٹی بحریں اور صاف ستھرے
اشعارِ غزل کی جان ہیں۔ حضرت غلغلیہ کی غزلوں میں یہ جان موجود ہے اور اس میں شک نہیں کہ ان کی
غزلیات بڑی جان دار ہیں۔

حضرت غلغلیہ کا رنگ بالکل نرالا اور مچھوٹا ہے اور نرالا پن اور اچھوٹا پن ان کی فکر کی تخلیقی
صلاحیت کا آغاز ہے۔ چرکہ آپ پر تصوف کا رنگ چڑھ گیا تھا اس لئے آپ کے بیش تر شعراء نے مقفوفہ کا
لہ مولانا شبلی :- شعرا لجم - جلد ۲۰

برہان دہلی

کلام رہتا تھا۔ نزل گوشترا میں شیخ سعدی (متوفی ۷۹۱ھ) خواجہ حافظ (متوفی ۷۹۳ھ) اور خسرو دہلوی (متوفی ۷۳۵ھ) وغیرہ اور رباعی گوشترا میں حضرت سلطان ابوسعید بلخی (متوفی ۷۴۵ھ) عمر خیام (متوفی ۵۲۷-۱۰۲۲ھ) اور سرمد شہید (متوفی ۱۰۱۰ھ) وغیرہ کا کلام راہ کتب متونہ کے مطالعہ اور صوفیانہ زندگی نے ان کے دودمانی میں حیرت انگیز تبدیلی کر دی۔ وہ عشق حقیقی کے دریا میں ڈوبے اور جب نکلے تو ایک نئی آن بان کے ساتھ اپنا نرالا رنگ لئے نکلے۔ ذاکر شفا خوب لکھا ہے:-

”سب کے اجزاء لطیف کے مرکب سے اپنا ملاحدہ رنگ نکھارا جس طرح گلاب، مشک، موتیا، خض، تمام عطریات کو ملا کر سوگھا جائے تو ان سب کی الگ الگ خوشبو نہیں آئے گی بلکہ ایک بے نام اور خاص کیفیت کی خوشبو اور خاص رنگ ہو گا جس کا نام مقرر کرنا ہو گا۔ بس ایسا ہی کچھ ہر رنگ ہمہ بر حضرت نگین کا رنگ کلام سمجھ لیجئے۔“
حضرت نگین کی غزلیات کا جائزہ لیا جائے تو ان میں مندرجہ ذیل خصوصیات کا پتہ چلتا ہے:-
واقعہ گوئی و معاملہ بندی، رعایت لفظی، اخلاقیات، تقویٰ، تدرت، اسلوب وغیرہ

(۲) واقعہ گوئی و معاملہ بندی

موتی (متوفی ۷۲۸ھ) کی طرح حضرت نگین کے ہاں واقعہ گوئی اور معاملہ بندی کے اشعار مسلسل آتے ہیں۔ مثلاً اُن کا دوغزل ہے جس کا مطلب ہے

کبھی پاس گر میرے آتے ہیں آپ تو حد سے زیادہ ستاتے ہیں آپ

اس دوغزلے میں خصوصیت کے ساتھ کئی اشعار معاملہ بندی کے پائے جاتے ہیں۔ مثال کے

طور پر یہ اشعار:-

انامہ مولانا شبلی شوالیہ، ص ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵،

جون سنہ

۳۷۲

سنائمانہ کالوں سے جو میں نے آہ وہ آنکھوں سے مجھ کو دکھاتے ہیں آپ

مجھے یاد وہ دلاتے ہیں آپ کہ جو اب سب بھلاتے ہیں آپ

لڑاتے ہیں غمروں سے محفل میں آنکھ جو دیکھو تو آنکھیں دکھاتے ہیں آپ
اور یہ اشعار بھی خوب ہیں

منظر لیں ہوں اُس کچھنے کا جیسے بلبل گل کو دیکھے ہے

مجھ کو منظر بھی ہر دل لینا؟ یا یونہی میرے جی کو دیکھے ہے؟

کب یہ غمگین کسی کو دیکھے ہے جس کو دیکھے بھی کو دیکھے ہے
رب رعایت لفظی

حضرت غمگین کے کلام میں رعایت لفظی بھی پائی جاتی ہے۔ مثلاً یہ اشعار ملاحظہ ہوں:-
جو طالبِ مطلب نہ مطلب کو کرے رد لاکھ آزادا سے کہتے ہیں کامدہ و لاکھ

سراں کا دد عالم سے گزرے ہے پیار جو اک بار نرے قدم دیکھتے ہیں

غمگین اب معید نہیں بے رنگ و رنگ کا بے رنگ کو کہے ہے وہ اے یار رنگ

تیری ترک چشم سے اے ترک چشم مانگتے ہیں ترک تو راں الحفظ

۳۷۳

بریلان دہلی

پہروں آئینہ رکھ کے سامنے وہ
ہنس ہنس اپنی ہنسی کو دیکھتے ہیں

(ج) اخلاقیات

حضرت غلگین کی غزلوں میں اخلاقی اشعار بکثرت ملتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سہ
گڑبست میں نہیں تغیر خودی کا چوہدر
وائے صورت گری و شاعری دانائے دسر دہا
اخلاقیات میں یہ اشعار قابل تذکرہ ہیں۔
غلگین جو بیٹھے افس کے در پر
وہ اس کو نہ در بدر کرے گا

ہے حقارت اسی کی وہ اسے دل
بجھے جو کوئی دوسرے کو حقیر

نشہ سے اوس کے جو انو بہت رہو پیشاں
کسی نشہ کو نہیں ہے شباب سے نسبت

دھیان جس کا مجھے، اس کو مرادھیان نہیں
کسی کے عیب پر لے دل کبھی نہ رکھو نظر
اور کا در دہنوجس کو، وہ انسانی نہیں
کہ اعتراض ہے صنعت پر اس کی حد سیوب

(د) تصوف

حضرت غلگین کی زندگی اور شاعری پر یہ رنگ بالکل غالب تھا۔ دیوانِ رباعیات و غزلیں اسی
رنگ میں ہے مگر دیوانِ غزلیات میں بکثرت اشعار ملتے ہیں۔ وہ خود کہتے ہیں:-

نہیں بونام حق غلگین کو کچھ یاد
پڑھا جو تھا ہوا وہ سب خواب
تصوف کے رنگ میں یہ اشعار قابل ذکر ہیں:-

تیری ہچافت، بقا ہے غلگین
واں دخل نہیں فتا بہت کا

وہ گئے ہم ادھر ہی حیرت میں
آنکھ اٹھا کر غرض جدمر دیکھا

نہ تو بندے نہ کچھ خدا ہیں ہم ہم نہیں جانتے کہ کیا ہیں ہم؟

دوئی دُور کر کے جو ہم دیکھتے ہیں توے ایک دیرو حرم دیکھتے ہیں

یہ کچھ کفر اٹھا ہے دل میں ہوائے کہ کعبہ میں بیٹھا صنم دیکھتے ہیں

کسی کو نہیں دیکھتے ہم جہاں میں اسی کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں

آخر پھر آ کے اپنے ہی دل میں مٹا سُرِ راغ ہم ڈھونڈ آئے اس کو کہاں سے کہاں تلمک

(۵) ندرتِ اسلوب

حضرت غمگین کی غزلیات میں نازک خیالی اور ندرتِ اسلوب بھی جگہ جگہ موجود ہے۔ آپ نے ”اعیار کے انکار و تخیل کی گدائی“ نہیں بلکہ ع

اس کا اندازِ فکر اپنے زمانے سے جدا

حضرت غمگین کے یہ اشعار نازک خیالی اور ندرتِ اسلوب کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہیں۔

مہرباں کوئی مرا جزم غم و لدا رہ نہیں خس کا شعلے کے سوا کوئی خریدار نہیں

یہ داغ عشق زہرِ دوا پنہ سینے سے کہیں مٹا ہے کھدا حشرت بھی نیگنہ سے؟

گو سیہ بخت ہلا پر مسرہ بنائی ہوں جو بھی دیکھے ہر سو تکوں سے لگا ہر بجے

دھیان کم جو میں مرا آپ ہو اجاتا ہے آج کل آہ! کچھ اس کا بھی بچے دھیان نہیں

برہان دہلی

اپنا توہر و لطف نے نکلے ہے آدم غمگین کے دماغ کراس کے عتاب کا!

ایسا ہے اس وجود سے اُس کو جالب سا بحر عدم میں جیسے فلک ہے حباب سا

تو اس کو مت سرب بھنا کر بھل ہے بحر تعینات ہے غمگین سرب سا

ہے جی میں انتظار و تقاضا بھی دیکھئے
بیزار زندگی سے یہ دل اس قدر کرا ج
رباعیات | اُرڈو رباعی گوشتار میں حضرت غمگین کا تیان کی مقام ہے اعلیٰ اختیار کوئی معمولی
انیا ز نہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ رباعی کے تنگ میدان اور پابندیوں کو دیکھ کر بیشتر شعراء نے یہیں ہار دی ہیں
اسی لئے اُنڈو شاعری میں بہت کم رباعی گوشتار کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً دور متوسط میں میر تقی میر (متوفی ۱۲۷۲ھ)
سودا (متوفی ۱۱۹۵ھ) میر انیس (متوفی ۱۲۹۱ھ) اور مرزا دبیر (متوفی ۱۲۹۲ھ) وغیرہ۔
شاعرین حالی (متوفی ۱۲۹۱ھ) اکبر (متوفی ۱۲۹۲ھ) اور اسماعیل میر تقی (متوفی ۱۲۹۱ھ) وغیرہ
اور درجہ بد میں سیاح (ولادت ۱۸۸۰ھ) جوش (ولادت ۱۸۹۲ھ) آزاد (ولادت ۱۸۹۲ھ)
جگتا (ولادت ۱۸۸۲ھ) اور احمد (ولادت ۱۸۸۲ھ) وغیرہ۔ سودا، تیر، انیس اور دبیر کو چھوڑ کر
سب نے رباعی کو اپنا مسلک شعری نہیں بنایا بلکہ تجدید مذاق کے لئے رباعی کہیں حضرت غمگین ان
رباعی گوشتار کے سر تاج ہیں جنہوں نے اس صنف کو اپنا مسلک شعری بنایا۔ آپ نے ۸۰۰ اور رباعیات
کہی ہیں۔ اس قدر رباعیاں کہی اُرڈو رباعی گوشتار کے دیوان میں نہیں۔ میر انیس نے سب سے زیادہ
رباعیاں کہی تھیں اور وہ بھی بقول شبلی مرحوم پانچ سو سے زیادہ ہیں۔ بلاشبہ رباعی کے میدان
اسے نام بابوسیدہ۔ ایک ادیب ۱۸۸۵ھ ص۔ ۱۵۱، ۱۱۱، ۲۷۲، ۲۷۸۔

۱۲۷۵ ڈاکٹر عبدالوہید۔ جدید شعراء اردو ص۔ ۱۷، ۵۴، ۵۵، ۲۹۵، ۵۴۱، ۶۰۶، ۵۴۱، ۲۰۴
۱۲۷۵ شبلی۔ مولانا حسین دہلوی

جون سنہ

۳۷۶

میں حضرت غلگین ہی شہسوار ہیں۔ آپ کی مثال اردو ادب میں موجود نہیں ہے۔
 بے مثال کی ہے مثال وہ حسن خوبی یا رکاب جواب کہیں
 ایجاز و اختصار، سماجیت و معنویت، سب کچھ آپ کی رباعیات میں موجود ہے۔ آپ نے بحرِ معانی
 کو کونے میں سمودیا ہے۔ خود تحریر فرماتے ہیں :-

عارف کرے کس طرح نہ ہر ایک کو پسند غلگین میں رباعیات تری جو چہند
 ذہن سے میں کیا ہے ہر کو پوچھ شیدہ دریا کو کیا ہے کوزے میں بسند
 اس حقیقت کا اندازہ شرح دیوان رباعیات مرآت الحقیقت (۱۳۷۵ء) کے مطالعے سے ہوتا ہے
 دو رباعیوں کی شرح بطور نمونہ از خروار پیش کی جاتی ہے ۔

(۱) ایک عمر ہی ہے میری اللہ کی جنگ دنیا میں را شکست سوسو (زنگ
 غلگین مغلوب اب ہوا ہوں ایسا نے فوج رہی نہ میں نہ وہ نام و رنگ
 زبانی مذکور کی شرح میں حضرت غلگین تحریر فرماتے ہیں :-

ہاں کہ ہر وقت کہ تو با حق بجانہ نقلے اطمینان خواہی کہ دو تو بہ خواہی نمود و پیشانی از گناہان
 خواہی آلودہ طبع شریعت و طریقت نبوی علیہ السلام خواہی شد و محبت خدا در تو پیدا
 خواہد آمد در جمع یہ جان و دل بطرف خدا خواہی شد و محبت و بندہ کو مراقبہ قیام خواہی نمود
 آں وقت با تو ادب بجانہ بطن شاد جگہ عظیم واقع خواہ شد و ہنگام گیر و نام گرم خواہد گردید زیراکہ
 تو آں وقت سلطان علم خودی خود خواہی بود و ہمراہ تو لشکر عظیم تعینات و خطرات و دیگر صفات
 ظاہری و باطنی خواہد بود و مدت با میں جنگ خواہد ماند و اکثر غلبہ فتح ترا خواہد شد و ایں غلبہ و فتح
 شکستہ است۔ پس ترا باید کہ بہ خدمت صاحب نسبت جہنمی خود را رسانی کہ تا ترا بزودی تمام
 شکست حاصل آید کہ آں فتح الباب است پس بعد چہنسے لشکر تو شکست فاش خواہد خورد و ہمراہ لشکر
 تعینات و خطرات برباد خواہی یافت و بر سلطنت تو زوال خواہد افتاد و سلطان علم تو کشتہ خواہد
 شد پس خودی تو خواہد پناہ نہ پس بعد شکست ایں جنگ و صلح بدو خواہد کشتہ و تو دہخانی ماند و

چونکہ توہ خواہی ماندہ اصل خود خواہی رسید۔

(ب) دے تجھے کس طرح وہ دکھ لائی جو تیرے چشم کی ہو مینائی
کس طرح عقل میں وہ آئے تیری ہو تیری جو کہ عقل و دانائی
اس زبانی کی شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

پال کر مشاہدہ عبادت است از شاہدہ انوار و الہی محال است کہ کے ذات بے کیفیت
را شاہدہ کند، تجلی ذاتی کا لبرق می گذرد و آثار و فنا و نیستی دے خودی است الہی چندے
باقی می ماند و برلے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ ”مَا حَوَّطَاكَ حَتَّى مَعْرِ ذِيكَ“
و حق تعالیٰ فرماید کہ اَلَا بُعْدُ اَلَا بُعْدُ وَ هُوَ يَكْبُرُ اَلَا بُعْدُ۔ ترجمہ۔ وہ تو باند
اور چشمہا و ادھر می یابد چشمہا را۔

مندرجہ بالا دونوں مثالوں سے واضح ہو گیا کہ حضرت غلگین کی رباعیات کے بارے میں یہ دعویٰ صحیح ہے کہ
ذریعہ میں کیا ہے ہر کو پرورشیدہ دریا کو کیا ہے کوزے میں بسند
حضرت غلگین کی رباعیات کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں مقصودانہ حقیقت، اخلاقی، طنزیہ اور
خرابہ ہر قسم کے مضامین ملتے ہیں۔

مقصودانہ رنگ کی رباعیات ملاحظہ ہوں:-

غلگین سب حمد ہی کرے جو کہ کلام ہے حمد خیال جو تجھے آئے مدام
سب حمد ہے جو کہ دید میں آئے تیرے ہے حمد صدا جو سجع میں آئے دمام

بے فائدہ کہ اس کی تو گفت و شنید جس کا نہ مشاہدہ نہ جس کی ہو دید
توحید پر اہمیت رکھتا کبھی بس اس کے سوا نہیں ہے غلگین توحید

، شاہ غلگین: مراتب الحقیقت (صفحہ ۷۷) قلمی ص ۳۷۷ سے ایضاً ص ۳۷۷

جون ۱۹۹۰ء

۳۶۸

منزل ہے لانا صبرِ حسد پر ایمان میں رکنِ بناؤں جس میں سب ہوں ارکان
وہ یہ ہے کہ خودی نہ رہے کہی غمگین بن اس کے نہ ہوگی تیسری شکلِ آسان

دورِ دیشی نہ خرقہ کہن ہے غمگین اظلاس نہ نہ ہونے محن ہے غمگین
بیداری شب ہر کچھ نہ ہے صومِ دوام خلوت لیکن در انجمن ہے غمگین

رکھ بھی اعتقاد گر ہے دانا اور دی ہے خدا نے تجھ کو چشمِ بینا
میں ساری صفاتِ کامل انسان میں مگر غمگین ایک نہیں وجوب اور استغنا

تشنیص مجھے کچھ نہ ہوا اپنا معراج جو درد کا میں اپنے کروں کوئی علاج
ہو جانا فنا مشاہدے میں اُس کے غمگین انسان کی ہے یہی معراج

غمگین یا وصفِ نفس خود ہے نقاش نقاش کو نقش کی ہمیشہ ہے تلاش
حیرت میں خوش رہو نہ شلِ تصویر پہناں ہیں راز یہ جو کرتا ہے فاش

ہر چند کہ بلائے ناگہانی ہے موت ایک نہ ایک روز آتی ہے موت
مرنے سے مگر پہلے مرے جو غمگین والہ اس کی زندگی ہے موت

اپنے کو نہ دیکھے جو فنا ہے وہ شخص ہودید میں اس کی جو بقا ہے وہ شخص
جس کا عدم وجود ہو غمگین ایک توجان اسے یقین خدا ہے وہ شخص